أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ [التوبة : 41]

”نکلو! خواہ ہلکے ہو یا بوجھل، اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ سے، یہ

تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو“۔

# صدائے خراسان کی جانب سے پیشِ خدمت ہے مولانا ابو محمد یاسر

# کا بیان بعنوان "جہاد فی سبیل اللہ"

تحریری مسودہ پیشکش: انصار اللہ اردو

ان الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ، أما بعد فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہاد کے حوالے سے تھوڑی سی گفتگو آپکے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں۔ جہاد دین اسلام کا وہ اہم شعبہ ہے جسکے بارے میں اگر ہم معروف جو دین کے شعبے ہیں اُن سے اسکا تقابل کرنا چاہیں تو فضائل کے اندر بہت سی چیزیں جو ہیں وہ ایسی ملتی ہیں۔

بلکہ آئمہ نے یہ لکھا ہے۔۔ امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ:

"أکثر الآیات والأحادیث فی الجهاد أو الصلاۃ"

کہ قرآن مجید کی اکثر آیات یا احادیث جو ہیں یا تو جہاد کے بارے میں ہیں یا نماز کے بارے میں۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرنے جاتے تو اُس وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَشْهَدُ لَكَ صَلَاةً، وَيَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا"

کہ اے اللہ اپنے بندے کو شفا عطا فرما تا کہ تیری نماز قائم کرے اور تیرے دشمن کو خائب و خاسر کرے۔

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان کی صحت اور انسان کی شفایابی سے جو مطلوب چیز ہے۔۔ انسان کی صحت سے وہ یہ ہے کہ وہ یا تو اللہ کی بندگی کرے اور اُسکی بہترین صورت جو ہے وہ نماز کی شکل میں۔۔ اور یا اُس کے دشمنوں کو۔۔ اللہ کے دشمنوں کا قلعہ قمع کرے۔

فضیلت کے اندر جہاد کی فضیلت کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث جو ہیں ملتی ہیں جن میں جہاد یا جہاد کے جو مقدمات ہیں اُن کے فضائل جو ہیں بیان کئے گئے ہیں- مثلاً رباط کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ایک دن کا رباط جو ہے وہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے"۔

اور رباط کی علماء نے یہ تشریح کی ہے کہ رباط ایسی جگہ پر رکنا ہے ایسی جگہ پر قیام کرنا ہے جہاں آپ کو دشمن کا خوف اور دشمن کو آپ کا خوف ہو۔ یعنی دشمن کو مجاہدین سے خوف ہو اور اس میں محاذ ہو سکتا ہے اور محاذ سے قریب ترین جو جگہیں ہو سکتی ہیں جہاں پہ دشمن خوفزدہ ہو کہ یہاں سے مجاہدین نکل کر اُس پر حملہ کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اثر مروی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رستے میں ایک رات کی رباط جو ہے وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں حجرِ اسود کے نزدیک لیلۃ القدر کو جو ہے گزاروں۔۔ یعنی افضل ترین رات جو ہے تمام راتوں میں سے وہ لیلۃ القدر ہے۔۔ اور زمین کا جو افضل ترین حصہ ہے وہاں پہ جہاں پہ ایک نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے، جیسا کہ روایت میں آیا ہے– تو وہاں پہ لیلۃ القدر گزارنے سے زیادہ محبوب مجھے یہ ہے کہ میں اللہ کے رستے میں ایک رات رباط کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے – اور اسی طرح احادیث بے شمار احادیث ایسی ملتی ہیں جس میں شہید کی فضیلت ہے، رباط کی فضیلت ہے، شہید کو جو انعامات اللہ نے عطا کیے ہیں اُنکے بارے میں ذکر ملتا ہے۔

**تو جہاد اصل میں ہے کیا؟** جہاد جیسے ہم جانتے ہیں کہ دین میں ایک اہم شعبہ ہے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر– تو علماء لکھتے ہیں کہ جہاد دراصل نہی عن المنکر ہی کی انتہائی صورت ہے– یعنی نہی عن المنکر بالید جس کا نام ہے۔۔ یعنی ہاتھ سے برائی کو روک دینا۔ تو سب سے بڑی برائی اور سب سے بڑی

خرابی جو ہے اس کائنات میں وہ شرک ہے اور کفر ہے۔ جس کے قلع قمع کے لئے جہاد فرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الأنفال : 39)

"کہ ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے"۔

اب علماء لکھتے ہیں۔۔ مفسرین کہتے ہیں۔۔ عامتہ المفسرین یہ کہتے ہیں کہ فتنہ سے مراد شرک ہے۔۔ تو یہاں پہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے جو قتال مشروع کیا یا جہاد کی فرضیت جو ہے قرار دی تو فتنے کو یا شرک کو ختم کرنے سے مراد کیا یہ ہے کہ پوری دنیا کے مشرکین کو ختم کر دیا جائے۔۔ تو اسکا جواب علماء نے دیا ہے شرک کو ختم کرنے سے مراد یہ ہے کہ شرک کی بالا دستی کو ختم کیا جائے اور شرک کے نظام کو ختم کر دیا جائے تا کہ بنی نوع انسان اور اسلام کے اندر جو رکاوٹ ہے شرک کے نظام کی شکل میں یا اُسکی بالا دستی کی شکل میں، اِسکو ہٹا دیا جائے، تا کہ انسانیت جو ہے وہ اسلام کی طرف بغیر کسی رکاوٹ اور بغیر کسی پردے کے جو ہے متوجہ ہو سکے اور دین کو قبول کرنے کیلئے اُسے انتخاب کا موقع مل جائے۔

تو وگرنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ نے مشرکینِ عرب کے پاس بھی یہی انتخاب تھا کہ یا وہ اسلام قبول کریں یا پھر قتال کے لئے تیار ہو جائیں۔ لیکن دیگر جو کفار تھے اہل کتاب میں سے ان سے خود قرآن مجید نے بتایا کہ ہمیں کہ ان سے جزیہ لیا جاسکتا ہے۔

حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ

"کہ یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں"۔

اس سے بھی یہ پتہ چلتا ہے اسی طرح اہل کتاب کے علاوہ مجوسیوں سے مسلمانوں نے جزیہ لیا۔ پھر ایک نئی اصطلاح جو متراف ہوئی فقہ کے اندر وہ تھی اہل کتاب کے ساتھ 'شبھ اہل کتاب' یعنی اہل کتاب یا اُن سے مشابہ جو قومیں ہیں اُن سے بھی جزیہ لیا گیا۔ اور انکو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی اس شرط کے ساتھ کہ اُس خطے کے اندر یا اُس زمین پہ جو اللہ کی زمین ہے دراصل، وہاں پر کفر کی بالادستی کو برقرار نہ رکھا جائے اور اسکو ختم کر دیا جائے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے

الاسلام یعلو ولا یعلی علیه

اسلام غلبہ چاہتا ہے، بالادستی چاہتا ہے مغلوبیت نہیں۔

جیسا کسی کا شعر ہے کہ:

ہر عسر کہ یسر نہ ہویدا است، خطا است

اسلام کہ غالب نہ کند است، کفر است

ہر اُس تنگی جس کے بعد یُسر نہ ہو، آسانی نہ ہو۔۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ خطا ہے اور اسلام اگر غالب نہیں ہے تو وہ اپنی اصل شکل میں نہیں ہے۔ پھر اسلام تو بنیادی طور پر غلبے کے لئے دنیا کے اندر آیا ہے۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اللہ تعالی نے فرمایا کہ: اپنے نبی ﷺ کو بعثت جو ہے اور اس کا مقصد دین اور ہدایت دے کر اس لئے بھیجا کہ اسکو تمام ادیان پر غالب کر دے چاہے یہ چیز مشرکین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نا گزرے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے جو چیز ہمیں پتہ چلتی ہے کہ دین کا غلبہ بنیادی طور پہ اِسی رستے سے ہو کر گزرتا ہے۔۔۔ ملے گا اسی راستے سے حاصل ہو گا۔۔۔ جس راستے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں۔

آج اگر کوئی یہ سمجھے کہ دین کے غلبے کی کوئی نئی صورت پیدا کر لے تو یہ اُسکی خطا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ بہترین اسوۃ ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے اندر جو ۱۳ برس کی دعوتی زندگی یا دعوت دی اور بہترین دعوت دی۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور ان سے بہتر داعی کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ کوئی یہ گمان نہیں رکھتا کہ معاذ اللہ، اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر بھی کوئی اچھی دعوت دینے والا ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی کہ عربوں سے زیادہ اچھی طرح اُس دعوت کو سمجھنے والا بھی کوئی نہیں پیدا ہوا۔ دوسری قومیں دعوت کو یا لا الہ الا اللہ کے مقتضیات کو اتنی تفصیل سے تو نہیں سمجھ پاتیں جسطرح اوائل عرب سمجھتے تھے۔ اُس وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تو دعوت کے مرحلے کے بعد قتال کا مرحلہ بھی لا محالہ طور پر آ گیا۔ اس لیے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک شعر میں فرماتے ہیں:

دعا المصطفی دّھراً بمکّۃ لّمْ یُجَب — وقَدْ لاَنَ منہُ جانبٌ وخِطَابُ

فلما دعا والسَّیفُ صَلْتٌ بِکَفِّہٖ — لہُ أسلموا واستسلموا وأَنابُوا

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے اندر برسوں دعوت دی لیکن چند لوگوں کے علاوہ کسی نے کان نہیں دھرے اور دعوت جو ہے وہ اپنے ابلاغ کے لحاظ سے بہترین اسلوب پر رسول اللہ ﷺ نے دی۔

لیکن جب آپ نے دعوت اسطرح دی کہ آپ دعوت دے رہے تھے اور آپ کے ایک ہاتھ میں تلوار بھی تھی یعنی قتال مشروع ہو گیا، قتال کی اجازت مل گئی تو اس وقت کیا ہوا کہ۔۔ اس وقت وہ منظر سامنے آیا کہ لوگ جو ہیں وہ دینِ اسلام میں داخل بھی ہوئے اور مطیع بھی ہوئے اللہ کے رسول ﷺ کے۔

اس سے پتہ چلتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دعوت کے بعد قتال کا مرحلہ جو ہے وہ شروع کرنا پڑا اور اللہ تعالی نے اسکو فرض کیا تو کوئی اور فرد اور امتی یہ دعوی نہیں کر سکتا یا یہ گمان نہیں کر سکتا کہ میں دعوت ہی سے ساری دنیا پر اسلام کا غلبہ کر دوں گا۔ اگرچہ دعوت دین کا ایک اہم جزو ہے اور اسکی اس حیثیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ تو وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ جاہلیت جو ہے۔۔ جاہلی نظام جو ہے۔۔ باطل جو ہے اور وہ جاہلیت جو مسلح جاہلیت ہو یا طاقتور جاہلیت ہو تو اسکو غیر طاقتور یا کمزور اسلام یا کمزور حق جو ہے اُسکو اُسکی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ مسلح جاہلیت کا مقابلہ بھی مسلح حق ہی کرتا ہے، مسلح اسلام ہی کرتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے جس طریقے سے اس نظام کو دین اسلام کے اس شعبے کو اختیار کر کے جہاد کی صورت میں جہاد کے ذریعے سے اسلام کو غالب کیا، اُسی کی یہ صورت ہمیں نظر آتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں۔۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک قبطی۔۔ مصر کا عیسائی جو ہے، وہ سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے مدینہ آتا ہے اور حضرت عمرؓ سے کہتا ہے کہ ابن الاکرمین نے یعنی آپ کے گورنر کے بیٹے نے میرے بیٹے کو جو ہے کوڑے مارے ہیں ناحق۔۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنے عامل جو غالباً حضرت عمرو بن عاصؓ تھے، انکے بیٹے سے بدلہ دلواتے ہیں اس قبطی کے بیٹے کو۔ قبطی کے بیٹے کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنا بدلہ لے لے، کیونکہ اُسکے ساتھ ناانصافی کی گئی تھی تو یہاں پر جو چیز سوچنے کی ہے اور جس چیز پر حیرت ہوتی ہے وہ یہ نہیں کہ حضرت عمرؓ نے عدل کر دیا۔ انکا تو منصب ہی یہ تھا، انکا کام ہی یہ تھا کہ وہ عدل کرتے۔ عدل فاروقی ضرب المثل ہے۔ اصل چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ ایک قبطی جو فرعونوں کے اور اس وقت کے شاہوں کے ظلم وستم کے اندر پس پس کے اُس وقت تک زندگی گزار رہا تھا، اُسکے اندر اتنی جراءت پیدا ہو گئی اسلام کے غلبے کی وجہ سے اور اسلام کے آنے کی وجہ سے کہ وہ سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے خلیفۃ المسلمین سے جا کے اپنے بیٹے کا بدلہ لیتا ہے۔۔ اپنے بیٹے پر جو زیادتی ہوتی ہے اُس کا بدلہ لیتا ہے- تو یہ کس وجہ سے ممکن ہوا کہ اسلام کی اُس نظام کی برکت کی وجہ سے ممکن ہوا اور اس جاہلی

نظام کو جو اس سے پہلے تھا اُس جاہلی نظام کو اسلام نے جب اسکو ختم کیا، مسلح جد وجہد کے ذریعے سے جہاد کے ذریعے سے، قتال کے ذریعے سے، تو اُسکی وجہ سے ایک عام کافر کو جو کہ کافر ہے جو دین اسلام میں داخل نہیں ہوا، اسکو زبردستی مسلمان نہیں کیا گیا، اسکے باوجود اسکو انصاف جو ہے عدل ہے اُس میں اُسکا جو پورا پورا حق ہے، جو حصہ ہے ملا، اسلام ہی کی برکت سے۔

تو حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں دو طرح کی چیزیں ایسی ہیں جو ایک انسان کے لئے اسلام کی طرف آنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

پہلی چیز ہے جسے ہم کہتے ہیں شبہ - تو شبہے کا علاج جو ہے وہ وحی کے اندر ہے۔ اللہ کا قرآن ہے، اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ان چیزوں کے اندر شبہات کا علاج ہے- کسی کے ذہن میں شبہ ہو کہ حق کی طرف جانا چاہتا ہو اور شبہات لاحق ہوں جسکی وجہ سے وہ حق کو نا پاسکے تو وحی کے اندر وحی متلو اور وحی غیر متلو، دونوں کے اندر اسکا علاج موجود ہے۔ کہ اُسکے شبہات کو جو ہے دور کر دیا جائے۔

لیکن شبہ کے بعد دوسری چیز ایسی ہے جو انسانوں کو حق کی طرف یا اسلام کی طرف آنے سے روکتی ہے اور وہ ہے جس میں انسانوں کی اکثریت اُس کے اندر مبتلا ہوتی ہے، وہ ہے شہوہ یعنی (خواہشِ نفس)۔ تو شبہے کا علاج اگر وحی ہے تو خواہش نفس کا علاج جو ہے وہ تلوار ہے یا اسلحہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ ہمیں بتا دیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اُس پہ عمل کر کے دکھا دیا یعنی آج اگر کوئی دانستہ یا نادانستہ طور پر یہ سمجھے کہ جہاد محض (جیسے بعض لوگ کہتے بھی ہیں) جہاد محض دفاعی طور پر مشروع کیا گیا، دفاعی طور پر فرض کیا گیا تو یہ بہت بڑی غلط فہمی اسے کہا جائے گا، یا اسے بہت بڑا دجل کہا جائے گا اور کچھ نہیں۔

علماء لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے ادوار میں خاص طور پر خلافتِ راشدہ کے اندر جب سینکڑوں ہزاروں مربہ میل کا علاقہ فتح کر لیا، ایران کا علاقہ فتح کر لیا، حتی کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں آذر بائیجان تک صحابہ آ گئے۔ تو یہ علاقے فتح کرنا اور انکو اسلامی سلطنت کا حصہ بنانا اور جیسے ایک عالم کا جملہ مجھے یاد آ رہا ہے کہ:

ولم ینکر علیهم أحدا مطلقا ، فهذا أعظم إجماع قام على مسألة شرعية

کہ اس سارے عمل میں کسی ایک صحابی کا بھی قول نہیں ملتا کہ انھوں نے یہ کہا ہو کہ بھئی یہ جو آپ از خود جا کر حملہ کر رہے ہیں اور اقدامی طور پر حملہ کر رہے ہیں، یہ شرعی طور پر جائز نہیں ہے۔ تو یہ لکھتے ہیں کہ یہ سب سے بڑا اجماع ہے جو کسی شرعی مسئلے پر منعقد ہوا ہے کہ صحابہ میں سے کسی ایک فرد نے بھی اس پر احتجاج یا اعتراض نہیں کیا کہ یہ جو ایران کو آپ جا کر فتح کر رہے ہیں یہ آپ کو کیا ضرورت ہے کرنے کی انھوں نے آپ پر حملہ نہیں کیا یا آپ سمرقند۔ چلیں ایران کے حوالے سے کسی کو مغالطہ ہو سکتا ہے لیکن سمرقند بخارا کے لوگوں نے تو مسلمانوں پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔ اُندلس کے لوگوں نے تو مسلمانوں پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔ تو پورا تاریخی تسلسل جو ہے ہماری امت کا وہ بھی ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں جہاد صرف دفاع کی غرض سے مشروع کیا گیا ہے تو یہ ایک مغالطہ ہے۔ اسکے علاوہ کچھ نہیں۔ وگرنہ اسلام تو آیا ہی اس لئے ہے کہ روئے زمین کا کوئی حصہ جو ہے غیر اللہ کی بندگیاں ہیں اور طاغوت کا جو نظام اگر کہی پر موجود ہے تو اور اسکو ختم کر دیا جائے۔ اسکو ہٹا دیا جائے-اور اگر دعوت کے ذریعے سے وہ نہیں ہٹتا تو اسکو اسلحے کے زور سے اور جہاد اور قتال کے ذریعے سے ہٹا دیا جائے-اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے صحابہؓ کی سنّت سے اس چیز کی جو ہے نظیر ہمیں ملتی ہے-

تو جہاد کی فرضیت کے حوالے سے جو آخری بات ہے کہ جہاد کے حوالے سے دوسرا جو ایک مالا آج کل پیش آتا ہے وہ یہ کہ لوگ اُن آیات کو جو جہاد کی فرضیت کے اولین ادوار میں نازل ہوئی ہیں، اُنکو پیش کر کے آخری مراحل کو جو ہے اُس سے روگردانی کرتے ہیں اور وہاں پر مغالطہ انگیزی کرتے ہیں۔ تو علماء نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے باقائدہ اس پہ کُتب موجود ہیں کہ جہاد کی جو تشریع کے جو مراحل ہیں یعنی جہاد کے فرض ہونے کے جو مراحل ہیں وہ چار ہیں۔

پہلا مرحلہ وہ تھا جب مکہ کے اندر جہاد کی یعنی قتال کی اجازت نہیں تھی اور اُس کے بعد دوسرا مرحلہ وہ تھا جس میں سورۃ حج کی آیت نازل ہوئی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا اِس میں اجازت دی گئی قتال کرنے کی کہ اگر آپ کے خلاف کوئی قتال کرتا ہے، آپ پر حملہ کرتا ہے، جسے دفاعی

جہاد کہتے ہیں تو آپ بھی اُسکے جواب میں ہتھیار اٹھاسکتے ہیں۔ فرض نہیں ہے، نا اٹھانا چاہیں تو تب بھی آپ کو گناہ کوئی نہیں ہو گا اجازت ہے محض۔ مباح ہے۔ اور تیسرا مرحلہ وہ تھا کہ جس میں یہ کہے دیا گیا اب اگر آپ پر کوئی حملہ کرتا ہے۔ تو آپ اس کے خلاف جو ہے لڑیں گے لیکن جو آپ پر حملہ نہیں کرتا اُس کے اُپر آپ زیاتی نا کریں، تو اس کا مطلب یہ ہوا اگر آپ پہ کوئی حملہ کر رہا ہے، تو آپ نہیں لڑتے تو گناہ گار ہوں گے۔ یعنی دفاعی جہاد جو ہے فرض کر دیا گیا۔

اور چوتھا اور آخری مرحلہ وہ تھا جس میں آیت السیف نازل ہوئی - سورہ توبہ کی آیت جس میں اللہ تعالی نے فرمایا:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ

کہ جب حرمت کے یہ چار مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں تم پاؤ تو اُنھیں قتل کر دو- فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ کو علماء نے یہ لیکھا ہے تشریح یہ کی ہے حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ یعنی دنیا کے جس کسی کونے میں بھی تم انھیں پاؤ یعنی روئے زمین کا کوئی ایک انچ بھی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جہاں پہ تم مشرکین سے قتال کرتے کرتے نہ پہنچ جاؤ۔ تو لہذا جہاد جو ہے یہ محض اس لیے فرض نہیں ہوا کہ ہم اپنا دفاع کریں بلکہ اس لیے بھی فرض ہے کہ ہم اسلام کی دعوت کو، اللہ کے کلمے کو سربلند کریں پوری روئے زمین کے اندر اِس کو اسکے جھنڈے کو جو ہے گاڑ دیں۔

اللہ تعالی ہمیں جہاد کے مراحل کو جہاد کے مفہوم کو سمجھنے کی اور جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین-

و آخرو دعوانا انا الحمدللہ رب العلمین

## اخوانکم فی الاسلام

https://bab-ul-islam.net/forumdisplay.php?f=101

## باب الاسلام فورم کے روابط

http://bab-ul-islam.net

https://bab-ul-islam.net

http://203.211.136.84/~babislam

**اہم نوٹ:**

باب الاسلام فورم کو https:// کے ساتھ استعمال کریں